سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے ۱۴ وارث روڈ - لاہور } ایڈیٹر انچیف

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ - لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم - اے ایمپرس روڈ - لاہور } منیجر

نور افشاں

جملہ خطوط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے۔ تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۲۸ مئی ۱۹۲۶ء	نمبر ۲۲

لمعاتِ رسا

یہ تیرا دور دورہ یہ حکومت اے خزاں کب تک
رہیگی بزمِ اعدا میں تبسم خیزیاں کب تک
رہیں چکر میں ہم اے گردشِ دورِ جہاں کب تک
میں کچھ کہنے کو ہوتا ہوں وہ کہتے ہیں بس چپ چپ
جھلک دیکھی ہے دل نے ایکدن بے پردہ دیکھیگا
تجھے اے شیخ آدھی رات کو سوجھی ہے مستی کی
سنے جب چار فقرے دل بھر آیا رو کے بول اُٹھے
تماشہ ختم کر ایذا دہی کی حد ہوئی قاتل
نہیں فرہاد ہم جو بزدلی سے مار لیں تیشہ
ہمیں شوقِ شہادت ہے انہیں خوفِ نزاکت ہے
غمِ دلدار ہم کو جان سے پیارا ہے تو لیکن
ہمارے دل کی دنیا پھنک چکی ہے ایک مدت سے
گرے مجبور ہو کر دل کی بیتابی سے وہ آنسو
لپٹ جائے گلے سے حوصلے دل کے نکلجائیں

رہیگا باغِ عالم میں ترا سکہ رواں کب تک
گرا دینگے دلِ عشاق پر وہ بجلیاں کب تک
رہیں مجبوریوں میں ہم کے جورِ آسماں کب تک
نہیں معلوم وہ مجھ سے رہینگے بدگماں کب تک
عیاں ہو کر رہیگا کوئی آنکھوں سے نہاں کب تک
کھلی رکھتا وہ ساقی میفروشی کی دکاں کب تک
سنائے جاؤ گے تم دردِ دل کی داستاں کب تک
رہیں یوں خاک و خوں میں لوٹتے ہم نیم جاں کب تک
ہماری محنتیں جائینگی اے دل رائیگاں کب تک
ہمیں دھن ہے کہ وہ لینگے ہمارا امتحاں کب تک
کرینگے میہمانی ہم تری اے میہماں کب تک
رہیگا یا الٰہی سوزِ دل آتش فشاں کب تک
کوئی کرتا تمہارے ہجر میں ضبطِ فغاں کب تک
دکھائیگا ترا خنجر یہ پھیکی تیزیاں کب تک

بلا کر اپنے قدموں میں سرافرازی اے دنیا
رہے بیتاب فرقت میں رسائے خستہ جاں کب تک

رسا بریلوی

برکاتِ مشن

صاحبان میں امید کرتا ہوں کہ میرے بہت سے مسیحی دوستوں نے اس مضمون یعنے برکاتِ مشن پر غور کیا ہوگا۔ اس وقت میں بھی اپنی عقل و فکر سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ سب پر روشن ہے کہ ایک وہ وقت تھا کہ ہمارے آبا و اجداد تاریکی اور جہالت میں گرفتار تھے۔ نہ کچھ اپنے آپ کی ہوش تھی نہ کوئی خاص مذہب تھا نہ کوئی کسی قسم کی تعلیم تھی۔ اب بفضلِ خدا وہ وقت آگیا ہے کہ . . . . مشنری صاحبان کے وسیلے سے ہمیں وہ سب نعمتیں میسر ہیں جنکی ہمیں ضرورت تھی۔ ایسے وقت اُن کا اظہار و بیان کرنا اظہارِ حق کرنا ہے۔ میں ان سب کا بیان نہیں کر سکتا تو بھی بعض کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اوّل مذہبی نعمت ہمیں مشنریوں کی معرفت ملی ہے۔ گذشتہ اوقات میں ہمیں کسی قسم کی کوئی خاص دینی تعلیم سے واسطہ نہ تھا اور نہ ہی کوئی خاص مذہب تھا۔ غیر اقوام کی مانند مٹی پتھر سے خدا اپنا سمجھے تھے۔ مگر شکر ہو خدا کا کہ اس خالق دو جہاں نے اپنے بندوں کو اپنے کلام کی بشارت کے ساتھ ہمارے پاس بھیجا۔ ان کے وسیلے سے ہم نے خداوند یسوع مسیح کا مذہب پایا۔ ان مشنریوں نے ہمیں انسان بنا دیا۔ اُن کی مذہبی تعلیم سے آج ہم دنیا کے عزت دار مذہب کے ماننے والے ہیں ہم انسانوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ مشنری صاحبان نے ہم سے کچھ نہیں لیا اُلٹا ہم کو دیا ہے۔ وہ ہمارے ملک میں آئے۔ اُنہوں نے ہم سے کیا حاصل کیا؟ وہ فقط مسیحی محبت سے مجبور ہو کر ہمارے پاس آئے اور جو کچھ اُنہوں نے ہمارے

ساتھ کیا وہ بیان کا محتاج نہیں ہے۔ وہ اب بھی موسم گرما اور سرما میں جگہ جگہ گھومتے پھرتے ہیں۔ دھوپ کی تیزی اور غضب کی سردی میں خدا کی خدمت کو سرانجام دے رہے ہیں۔ اگر مشن اس خدمت کو نہ اٹھاتی اور مشنری لوگ ایسی مصائب کی برداشت نہ کرتے تو وہ روحیں جو اب ان کے طفیل سے یسوع مسیح کو فرزند خدا تسلیم کرتی ہیں کیونکر پیدا ہوتیں؟ وہ علاقے جن میں ان کے ذریعے خدا کا کلام بویا گیا ہے اُن کا پھل کیسے نمودار ہوتا اور وہ جگہیں جو مشنری خدمات کے سبب سے اب سرسبز و شاداب ہیں وہ کس طریق سے معمور ہوتیں۔ دعا کیجئے کہ خدا مشنریوں کو اپنی آسمانی برکتوں سے مالامال کرے۔ جن کے ذریعہ سے ہماری گذشتہ مذہبی حالت درست ہو گئی ہے۔ اب ہم آزاد ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی آزاد رہینگے۔

خدا کی رحمت سے اب روشنی کا زمانہ ہے خدا کا کلام جو روح کی تلوار ہے خوب ترقی کر رہا ہے خدا کے کلام کا پھیل جانا اور دنیا میں ترقی کرنا ہماری پرانی مذہبی حالت کا تبدیل ہونا ہماری سابقہ انسانیت کا بدل جانا غرضیکہ جو جو خرابیاں موجود تھیں۔ ان کی بیخ کنی کرنے میں مشنریوں کا ساتھ دینا ایسی باتیں ہیں جو فراموش نہیں کی جا سکتی ہیں۔ دوم۔ دنیاوی تعلیم۔ کیسا خوشی کا مقام ہے کہ مشن نے ہماری بہتری اور بہبودی کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ اگر ہم برکات مشن پر سوچنا چاہیں تو مشنری خدمات کی عظمت و بزرگی پر بہت کچھ سوچا اور لکھا جا سکتا ہے۔ اگر شعبہ تعلیم پر ہی غور کیا جائے تو انسان بہت کچھ لکھ سکتا ہے۔ ہندوستانی مسیحی اپنی آبائی اقوام سے جدا ہو کر خود اپنی آپ تعلیم کا کوئی انتظام نہ کر سکتے تھے۔ مشنری صاحبان نے کروڑوں روپیہ کے صرف سے تمام ملک میں نہ صرف عیسائیوں کی تعلیم کے لئے مدارس اور کالج کھولے بلکہ ہندو مسلمانوں کے لئے بھی علم و فضل کے دریا بہا دیئے۔ اس کے ساتھ تمام ملک میں یتیم خانے۔ اندھے خانے۔ کوڑھی خانے۔ بیوہ خانے۔ صنعتی و حرفتی مدارس۔ علم الٰہی کے مدارس کھول کر ہند کے فراموش شدہ بیٹے بیٹیوں کی کروڑوں تک کے شمار میں حفاظت کر دکھائی۔ مشنریوں کی دیکھا دیکھی ہندوؤں نے آریوں نے مسلمانوں نے بھی اس کار خیر کی طرف جبراً و قہراً قدم اٹھائے اور ہند کی جہالت و مفلسی کے زخم پھر بھرنے پر آ گئے۔ کیا انہیں مشنریوں کی نسبت آجکل بعض مسیحی زبان درازیاں کرنا اپنا فخر خیال کرتے ہیں؟ کاشکہ ہماری آنکھیں کھل جاتیں اور ہم گذشتہ زمانہ میں اپنے باپ دادوں کی حالت و زندگی پر نظر ڈال کر دیکھ لیتے تو ہمیں ہندوستان میں مشنریوں کی خدمات کی ضرورت کا اچھی طرح احساس ہو سکتا۔

راقم۔ اسرائیل دھاوال

موگا کنونشن

دیہاتی مسیحیوں کے لئے

تاریخ جون ۲۵ لغایت جون ۲۷، ۱۹۲۶ء

مضمون۔ خدا میں پاکیزہ ہونا۔

چیئرمین۔ پادری ایف۔ بی مکسکی صاحب۔

قابل واعظ بلائے گئے ہیں صبح اور شام کی عبادت کے علاوہ فریق بفریق کلام کی تلاوت کی جائیگی موگا کے غیر مسیحی بھائیوں کے فائدہ کے لئے کنگ کیرتن کیا جائیگا۔ آپ اس موقع کے لئے دعا کریں۔ کنونشن میں خود آئیں اور اوروں کو بھی ساتھ لائیں مفصل کیفیت پادری سی۔ ایچ لوکن اے۔ پی مشن موگا سے دریافت کریں۔

نور افشاں کی توسیع اشاعت کے لئے سرگرم کوشش کیجئے۔

کیا دراصل دنیا بہتر ہوتی جاتی ہے

مضمون نگار صاحب نہایت وسیع معلومات کے شخص ہیں گو ہمیں اُن کے خیالات سے بکلی اتفاق نہیں تو بھی مضمون قابل داد اور قابل غور ہے۔ اس وجہ سے ہم اسے نور افشاں میں جگہ دیتے ہیں کہ ناظرین کرام اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اس پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

ہمیں اس مضمون میں یہ خامی نظر آئی ہے کہ مضمون نگار صاحب نے صرف بائبل و مسیحیت کو اپنے روبرو رکھ کر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ پھر اس پر بھی دنیا کے تاریک پہلو ہی کو مدنظر رکھ کر نتیجہ خلاف امید پیدا کر کے دکھایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا معزز نامہ نگار مسیحیت سے مایوس ہے اور آپ کی مایوسی مسیحیت کے نقطہ نظر سے دنیا کو نہ دیکھنے سے پیدا ہوئی ہے فی الحال ہم اپنے معزز نامہ نگار کی آگاہی کے لئے اس قدر عرض کئے دیتے ہیں کہ مسیحیت میں گناہ نامی مرض اہل دنیا کے لئے تادیبی رنگ رکھتا ہے۔ بائبل کہتی ہے کہ "تیری شرارت ہی تیری تادیب کریگی" یہ علاج بالمثل کا نسخہ ہے۔ جس پر ناظرین کرام کو اور معزز مضمون نگار کو غور فرمانا چاہئے۔

ایڈیٹر

بادی النظر میں یہ سوال شاید نہایت ہی آسان اور ایسا معلوم ہو کہ جس کا جواب اثبات میں دینے کے لئے غور کی ضرورت نہ ہو۔ چونکہ ہم علانیہ دیکھتے ہیں کہ دنیا اپنی بہترین قوتیں صرف کر کے ترقی کی طرف تیزی سے قدم اٹھا رہی ہے۔ اور خاصکر جنگ عظیم کے بعد۔

قبل اس کے کہ اس کے جواب کی طرف توجہ کی جائے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ہر اُن مختلف اصولوں کو اپنا مرکز بنالیں جنہیں دنیا کی ترقی کے خاص خاص کل کے پرزے سمجھے جانے کا شرف حاصل ہے۔

دیکھو ص ۱۰

نورافشان

مطبوعہ ۲۸ مئی ۱۹۲۶ء

تقدس مآب خلیفہ ثانی قادیانی کا ایک وعظ

احمدی اصحاب کی چشم بصیرت کو کھولنے کے لئے ذیل میں ہم تقدس مآب خلیفہ ثانی کے حقائق القرآن کو پیش کرتے ہیں جو آپ نے گناہ کی بابت اور اُس کے سلسلہ تواتر کی نسبت ۱۳ اپریل ۱۹۲۶ء کے خطبہ میں بیان فرمائے تھے اور ۲۳ اپریل کے الفضل میں اُن کی اشاعت ہوئی تھی۔ فی الحال آپ کے خیالات آپ کے الفاظ میں نذر ناظرین کئے جاتے ہیں انشاء اللہ العزیز بعد کو ان پر تبصرہ کیا جائیگا۔ ایڈیٹر۔

آپ فرماتے ہیں۔ دنیا میں جب خرابی ہوگی تین وجہ سے ہوگی۔ پہلی وجہ یہ کہ

پیدائش میں نقص

ہو یا خرابی ہو تو تباہی آئیگی اور مقصد نہیں حاصل ہو سکیگا۔ مثلاً قلم ہے۔ انسان نے بنایا۔ مگر اچھا نہ بنا۔ خراب بنا تو اس سے کوئی اچھا نہیں لکھ سکتا۔ اسی طرح ایک مکان بنایا۔ جو ٹپکتا ہے تو اس میں کوئی آرام سے نہیں بیٹھ سکتا۔ یا کپڑا پہننے کا بنایا سرد بنالیا وہ مفید نہیں ہو سکتا یا کسی نے گھوڑا خریدا جو لنگڑا ہے وہ کام نہیں کر سکتا تو جس چیز میں کوئی ابتدائی نقص ہو وہ اس مقصد کو پورا نہیں کر سکتا جو اس سے توقع کیا جاتا ہے اس وجہ سے یہ سکھایا کہ کہو میری پیدائش میں جو نقص رہ گیا ہو اس سے پناہ مانگتا ہوں۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو ماں باپ کی بد اعمالیوں اور بدرائیوں سے بھی ورثہ پاتا ہے۔ جس قسم کے افعال اس کے ماں باپ کرتے ہوں وہ بھی انہی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ یہ بات قرآن اور حدیث سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب میاں بیوی ملیں تو دعا مانگ لیں کہ ہم شیطان سے پناہ مانگتے ہیں اور اپنی اولاد کے لئے بھی شیطان سے پناہ چاہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ

بعض خرابیاں ورثہ میں

پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور ظاہری لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں کہ بچے عام طور پر ماں باپ کے قد علم حوصلہ اور خیالات کو لیتے ہیں چوری کرنے والے یا جھوٹ بولنے والے لوگوں کے بچے چوری اور جھوٹ کی طرف راغب ہوتے ہیں مسلول باپ کا بچہ بھی مسلول ہو جاتا ہے۔ پس یہ بات بالکل درست ہے کہ ورثہ میں گناہ۔ کمزوریاں اور بیماریاں بھی آتی ہیں۔ حتیٰ کہ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ جس خاندان میں علم دیر تک رہے اور اس کے افراد اہل علم ہوتے چلے آئیں۔ اس کے بچے وراثتاً ایسے ہوتے ہیں . . . . کہ دوسروں کی نسبت جلدی علم حاصل کر لیتے ہیں اور یہ بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ جو لوگ زیادہ پڑھنے والے ہوتے ہیں اُن کی اولاد کی آنکھیں زیادہ لمبی ہوتی جاتی ہیں۔ چنانچہ جن خاندانوں میں علم کا چرچا ہوتا ہے۔ مطالعہ کرتے رہتے ہیں اُن کی اولاد کی آنکھیں دوسروں کی نسبت لمبوتری ہوتی ہیں۔ یہ ماں باپ کے پڑھنے کا اثر ہوتا ہے تو ماں باپ کی خوبیاں اور کمزوریاں اولاد میں جاتی ہیں۔ اور جب کسی بچہ میں ماں باپ کی کمزوریاں آجائیں۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے لئے

دنیا کی دوڑ میں

روکیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے یہ دعا سکھائی کہ کہو۔ اعوذ برب الفلق من شر ما خلق اے میرے پیدا کرنے اور میری پرورش کرنے والے رب اگر مجھ میں ورثہ کے طور پر یا کسی اور اثر سے کوئی کمزوری اور خلقی نقص رہ گیا ہے تو اس کے بُرے اثر سے مجھے بچا تا میں تیری رضا حاصل کر سکوں اور تیرا قرب پا سکوں۔ غرض اس حصہ آیت میں ان کمزوریوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔ جو انسان میں پیدائشی طور پر آجاتی ہیں۔

پھر فرمایا ومن شر غاسق اذا وقب کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ابتدا تو اچھی ہوتی ہے لیکن

انتہا خراب

ہو جاتی ہے۔ ایسی بے موقع اور بے محل انتہا ہوتی ہے کہ بجائے اس کے کہ نیکی قائم رہے بربادی ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے یہاں انسانی زندگی کی درمیانی حالت کو چھوڑ کر انتہا کو لے لیا اور فرمایا ومن شر غاسق اذا وقب وہ ڈوبنے والی چیز وہ آنکھوں سے اوجھل ہو جانے والی چیز جو گڑھے میں چلی جاتی ہے۔ یعنی جبکہ انسان مر جاتا ہے۔ زمین میں دفن ہو جاتا ہے اس وقت کے بد نتائج سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ جس طرح پیدائشی کمزوریوں سے جو میرے لئے روک ہو سکتی ہیں پناہ مانگتا ہوں۔ اسی طرح اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ ایسی حالت نہ پیدا ہو کہ میرے مرنے سے ایسے نقائص پیدا ہو جائیں جن سے دین کو نقصان پہنچے یا میرے کام ادھورے رہ جائیں اور ان کا انجام اچھا ہونے کی بجائے بُرا ہو جائے۔ دنیا میں قریب بھی بدیوں کا باعث ہو جاتی ہیں۔ انسان ایک کام پورا کرنے نہیں پاتا کہ مر جاتا ہے۔ بعد میں اس کا کام کوئی نیک نتیجہ نکلنے کی بجائے بُرے نتائج نکلنے لگتے ہیں اس لئے فرمایا کہو۔ مرنے والوں کے ساتھ جو بدیاں تعلق رکھتی ہیں۔ یعنی مرنے کے بعد جو پیدا ہو جاتی

ہیں۔ ان سے بچایئے۔

پھر فرماتا ہے ومن شر النفٰثٰت فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد۔ اب ایک اور بدی پیدا ہوتی ہے۔ جو

درمیانی حالت

کے متعلق ہے۔ پیدائش میں کوئی نقص اور کمزوری نہیں ہوتی اور بے موقع موت بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ درمیانی زندگی سے تعلق رکھنے والی بدی ہے۔ جس کے دو حصے ہیں ایک تو وہ جو پیدائش سے تعلق رکھتا ہے۔ اور دوسرا حصہ جو موت سے تعلق رکھتا ہے۔ پیدائش کے متعلق فرمایا ومن شر النفٰثٰت فی العقد ابتدائی حالت انسان کی یہ ہوتی ہے کہ جب وہ ماں سے جڑ کی طرح خوراک لیتا ہے یعنی ربوبیت کے لحاظ سے اس کا ماں باپ سے ظاہری تعلق ہوتا ہے اور باطنی لحاظ سے یعنی روحانی طور پر

خدا کا ہی فرزند

ہوتا ہے کیونکہ خدا ہی اُسے پیدا کرتا ہے۔ خدا ہی اسکی ربوبیت کرتا اور خدا ہی اُسے بڑھاتا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ اپنے بزرگ اور نیک بندوں کے متعلق فرماتا ہے۔ انت منی بمنزلہ اولادی۔ یعنی جس طرح بچہ تمام طاقتیں باپ سے حاصل کرتا ہے تو سب کچھ مجھ سے حاصل کرتا ہے ولد الزنا جو ہوتا ہے۔ وہ کہلاتا کسی کا ہے اور طاقتیں کسی سے لیتا ہے۔ لیکن جو اپنے باپ کا ہوتا ہے وہ باپ سے طاقتیں لیتا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وہ لوگ جو انبیاء کو ولد الزنا یعنی جھوٹے قرار دیکر کہتے ہیں کہ ان کی طاقتیں خدا کی طرف سے نہیں ہیں وہ خود جھوٹے ہیں۔ کیونکہ اے نبی انت منی بمنزلہ اولادی تیری طاقتیں کسی اور کی طرف سے نہیں بلکہ تو مجھ سے ہی سب کچھ حاصل کرتا ہے۔ (الفضل قادیان)

وید اور انجیل پر بحث

گذشتہ سے پیوستہ

لیکچر کے بعد ایک معترض بنام پنڈت گنگا رام اپنی کم خواندہ جماعت کو یہ دکھانے کے لئے کہ ہم بھی معترض کی ہستی رکھتے ہیں اعتراضات کرنے کو کھڑے ہوئے

اعتراضات

(۱) دلیل صرف دو نہیں۔ بلکہ اور بھی ہیں۔ معلوم ہوتا کہ وید پڑھے ہی نہیں۔ وید دنیا کی اُتپتی کا ذکر کرتے ہیں جیسا کہ وید کا یہ منتر ہے۔ میں نے ہر ایک قلب کو جس طرح پہلے بنایا میں ویسا ہی بناتا ہوں"۔

(۲) نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ سائنس نے ایسے ثابت کیا ہے

(۳) آیا خدا نے نیستی کو ہست سے پیدا کیا۔ آیا خدا کا وجود بلا واسطہ ہے یا بالواسطہ۔ خدا کا علم بالواسطہ نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں اس کی مثال نہیں ہو سکتی کہ نیستی سے ہست ہو سکے۔

(۴) عالم اور معلوم میں کیا تعلق لزومی ہونا چاہئے اگر ہستی نہ تھی تو عالم کس کا تھا۔

(۵) خدا کی قدرت کاملہ عین ذات ہے یا غیر ذات اگر عین ذات ہے تو پھر یہ سب کچھ خدا ہے اور اگر غیر ہے تو وہ مادہ ہے۔

پادری صاحب کے جوابات

(۱) جناب عالی۔ آپ نے شاید سنا ہی نہیں۔ کہ علتُ العلل کو ثابت کرنے اور معلومات کو حادث ثابت کرنے کے لئے دو ہی دلیلیں ہوتی ہیں یعنی دلیل لمی اور انی۔ اگر آپ ان سے بہتر کوئی اور ... دلیل جانتے ہوں تو پیش کیجئے۔ میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ ویدوں میں خدا کا تصور اور اُس کی صفات کا ذکر پایا جاتا ہے۔ لیکن وہ اس قسم کا نہیں جس سے خدا کی ہستی کا ثبوت مل سکے۔ آریہ سماج یہاں پر عاجز ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ویدوں میں لکھا ہے کہ خدا نے سورج وغیرہ بنائے۔ یہ صرف کہنا ہی کہنا ہے۔ اس میں حقیقت کچھ بھی نہیں۔ جب تک ویدکا یہ اصول رہیگا کہ مادہ قدیم ہے اس وقت تک وہ ہرگز خدا کے وجود کو ثابت نہیں کر سکتے۔

(۲) دوسرے اعتراض کے جواب میں یہ عرض ہے کہ صرف اسی لفظ نے ان کو پریشانیوں میں ڈال دیا ہے۔ بیچارے آدمی یہ سمجھتے ہیں کہ سے ہمیشہ علت مادی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ حالانکہ اُردو محاورہ کے اعتبار سے مختلف معنوں میں مستعمل ہے۔ مثلاً بیماری سے اچھا ہوگیا۔ غریب سے امیر ہو گیا۔ سفر سے گھر آگیا۔ وغیرہ۔ اب کون عقلمند ہے جو یہ کہے؟ کہ ان جملوں میں بیماری اچھے ہونے کی علت مادی ہے یا غریبی امیری کی علت مادی ہے یا سفر گھر آنے کی علت مادی ہے۔ جناب عالی سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کوئی چیز بغیر آلات کے نہیں بن سکتی۔ مثلاً انسان بغیر ہاتھ کے کچھ نہیں بنا سکتا۔ لیکن ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۰ میں لکھا ہے کہ "پرمیشور کے ہاتھ نہیں مگر وہ سب کو بنا لیتا ہے"۔ تو پھر آریہ سماج کے اصول کی رو سے جس طرح نیستی سے ہست ناممکن ہے اسی طرح بغیر آلات کے دنیا کا بنانا ناممکن ہے۔ پس اس اعتراض کا جواب جو آپ دیں وہی ہمارا جواب سمجھ لیجئے۔

(۳) اب تیسرے اعتراض کے متعلق غور کیجئے۔ یہ ہمارا اعتقاد اور ایمان ہے کہ خدا نے اس دنیا کو ہست کیا اور اپنی قدرت سے اسکو پیدا کیا۔ اسکے متعلق ہم آپ کو آپ کی مستند کتاب سے ثبوت دیتے ہیں سنئے رگوید آدی بھاشیہ بھومکا مترجمہ بابو نہال سنگھ صفحہ ۵۷ جس وقت یہ ذرّوں سے ملکر بنی ہوئی دنیا پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اُس وقت پیشتر



یعنی کائنات سے پہلے اَست (غیر محسوس حالت تھی) یعنی شونیاں اکاش بھی نہیں تھا۔ کیونکہ اُس وقت اُس کا کچھ کاروبار نہ تھا۔ اس وقت ست (پرکرتی) یعنی کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہیں وہ بھی نہ تھی اور نہ پرمانو تھے۔ وراٹ (کائنات) میں جو اکاش دوسرے درجہ پر آتا ہے وہ بھی نہ تھا۔ بلکہ اس وقت صرف پرمیشر کی سامرتھ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر (پرمیشر) بے علت (اکارن) ہے۔ موجود تھی"۔ دوسرے منتر اسی کتاب کے ۱۰۰ و ۹۹ صفحوں پر ملاحظہ ہو۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خدا اپنی ذات اور صفات میں کسی غیر کا محتاج نہیں ہے۔ اس لئے اس کا وجود بلا واسطہ ہے اور یہ بھی ہمارا ایمان ہے کہ خدا کا علم کسی محتاج نہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ پنڈت جی مہاراج آپ منطق اور فلسفہ سے ناواقف ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ اصطلاحات کو بھی صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتے اور نہ ہی استعمال کر سکتے بد قسمتی ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ آپ نے اس سے فائدہ اُٹھانا چاہا۔ جو کچھ منہ میں آئے بے دھڑک کہتے چلے جایئے۔ تاکہ آریہ سماج میں کسی نہ کسی طریقہ سے عزت قائم رہ سکے۔

(۴) چوتھے سوال کے متعلق گذارش ہے کہ اگر آپ منطق یا فلسفے سے واقف ہوتے تو عالم اور معلوم میں تعلق لزومی کے عوض میں آپ یوں کہتے۔ کہ علم امر اضافی ہے تو آپ کا مطلب پورا ہو جاتا۔ خیر مجھ کو آپکی اس غلطی سے سروکار نہیں۔ میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ خدا علت العلل اور اپنی ذات کا عالم ہونے کی وجہ سے تمام مخلوقات کا عالم ہے اب اس پر جو آپ کا جی چاہے اعتراض کیجئے۔ میں جواب دینے کو تیار ہوں۔ آپ کا یہ جملہ عجیب ہے کہ اگر ہستی تھی تو عالم کس کا تھا۔ جناب ہم تو ہستی کو کوئی چیز نہیں سمجھتے۔ یہ اُن پر اعتراض کیجئے جو ہستی کو کوئی چیز سمجھتے ہوں۔ میں نے آپ کو ابھی جواب دیا کہ قدرت خدا چونکہ علت العلل ہے اور وہ اپنی ذات کا عالم ہے۔ اس لئے آپ کا اعتراض رد ہے۔

(۵) پانچویں سوال کے جواب میں یہ عرض ہے کہ آپکو لازم تھا کہ یہ سوال دیانند جی مہاراج سے کرتے۔ کیونکہ اُنہوں نے قدرت کو خدا کی طرف مضاف کیا ہے۔ لیکن آپ کی تسلی کے لئے عرض کرتا ہوں کہ قدرت چونکہ خدا کی صفت ہے۔ اس لئے وہ عین ذات ہے۔ اگر ہو سکے تو اس پر اعتراض کیجئے۔ افسوس تو یہ ہے کہ آپ عین اور غیر کے معنے بھی نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ شاید پادری عبد الحق صاحب یا کسی اور سے عین غیر سُنکر جا بجا طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ مہاراج اگر آپ عین و غیر کی فلسفیانہ تعریف کر دیں۔ تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ کم از کم بد قسمتی میں نہیں آؤنگا۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ آپ سے یہ تک نہیں ہوگی۔

پادری صاحب موصوف نے بار بار پنڈت جی مہاراج سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ ہمیں یہ بتلائیں کہ مادہ ہے کیا چیز؟ یا کم از کم آپ مادہ کی تعریف کریں لیکن مجھے آپ سے امید نہیں کہ آپ اسکی تعریف کر سکینگے کیونکہ آج تک کسی سائنسدان نے بھی مادے کی تعریف نہیں کی۔ اس پر پنڈت جی مہاراج نے کہا کہ مادہ وہ ہے جسکو ہم پانچوں حواس سے محسوس کر سکتے ہیں۔ پادری صاحب نے اس پر یہ کہا کہ پنڈت جی میں آپ سے یہی کہلوانا چاہتا تھا کہ مادہ مجموعہ عوارضات کا نام ہے۔ کیونکہ ہم اپنے پانچوں حواس سے بجز عوارضات کے اور کسی چیز کو دریافت نہیں کر سکتے۔ مثلاً آنکھ سے روشنی دیکھتے ہیں۔ زبان سے مزہ محسوس کرتے ہیں۔ تو کیا آپ ان ہی چیزوں کو مادہ کہتے ہیں یا کوئی چھپی چیز بھی ہے؟ لیکن آپ قیامت تک چھپی چیز کا پتہ نہیں دے سکتے ہیں۔ آپ بار بار ہربرٹ اسپنسر کا نام لیتے ہیں آپ نے اُسکی کتاب دیکھی بھی نہ ہوگی۔ ان کی کتاب میری لائبریری میں موجود ہے جس کا فرسٹ پرنسپل نام ہے۔ جس میں صاف طور پر یہ ثابت ہے کہ مادے کے سمجھنے سے ہم قاصر ہیں۔ اگر آپ میرے رسالہ ازالہ مادہ کو دیکھیں جسکی بنیاد اسپنسر پر ہے۔ تو آپ اپنی غلطی سے واقف ہونگے۔ آپ ناحق اسپنسر کو بدنام کر رہے ہیں۔ پنڈت جی مہاراج جواب سے ایسے عاجز آئے کہ جواب دیتے وقت اپنے وقت کے چند منٹ پادری صاحب کو دیدیتے تھے۔ وہ بیچارا حواس باختہ تھا۔ پبلک کی طرف سے چشمک زنی ہونے لگی۔ آخر بہت پریشانی کے بعد جب وقت کا اختتام ہوا تو پنڈت جی نے شکر کے کلمات پڑھے اور مسیحیوں نے شادمانی کے نعرے بلند کئے۔ اور مسیح خداوند کی تعریف تہ دل سے کی۔ نعمان

تصحیف التحریف

بھائی مولے خاں نے خدا اُنہیں خوش رکھے ایک نادر تحفہ مجھے عطا کیا ہے۔ مولانا سلطان محمد افغان کی جدید تصنیف بنام تصحیف التحریف بھیجی ہے اور چاہتے ہیں کہ میں اس پر ریویو لکھوں۔

اس میں تو کچھ کلام نہیں کہ یہ کتاب اس مضمون پر ایک لاجواب تصنیف ہے۔ نہایت عالمانہ پیرائے میں ثابت کیا ہے کہ مسلمان ایک دیندار اور باشعور مسلمان مجبور ہے کہ وہ انجیل و توریت کو من وعن الہامی کتابیں تسلیم کرے۔ انہیں اپنا دستور العمل بنائے اور اُن سے رُشد و ہدایت حاصل کرے۔ قرآن سے اور احادیث صحیحہ سے ایسی ناقابل تردید شہادتیں جمع کی ہیں کہ اہلِ علم تو وجد کرتے ہیں۔ مگر مجھے تو کچھ

تعجب نہیں کہ مولانا نے ایک ایسی بے نظیر کتاب لکھی وہ یکتا عالم ہیں نکتہ رس طبیعت اور دوربین نظر رکھتے ہیں۔ قرآن اُنہیں حفظ۔ احادیث اُنہیں ازبر۔ فلسفہ ومنطق پر اُنہیں عبور۔ علم کے دریا بہادیں تو میں تعجب نہ کروں۔ پھر میں اُنکی اس کتاب کی ناحق تعریف کروں۔

بھائی مولے خاں مایوس تو ہونگے کہ میں نے اُنکی درخواست کو ٹھکرا دیا۔ مگر مجبور ہوں کہ اس کتاب پر رائے زنی نہیں کر سکتا ہوں۔ (خواجہ غلام احمد)

لائل پور چرچ پلپٹ

فتح مند یا غالب زندگی

خاطر جمع رکھو۔ میں دنیا پر غالب آیا ہوں۔ یوحنا ۱۶/۳۳

آج بیسویں صدی میں جبکہ ہم امن وچین کے زمانہ میں رہتے ہیں۔ کسی قسم کا خطرہ جان ومال نہیں ہے اس آیت کی باتوں کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتے۔ پر ذرا اس گروہ کی حالت پر غور کیجئے۔ جنکی طرف مخاطب ہوکر خداوند نے یہ کلمے کہے تھے وہ ایک دل شکستہ اور مایوس گروہ تھا۔ ابھی تین سال ہوئے کہ خداوند نے اُنہیں جاہل اور مزدوری پیشہ گروہ میں سے چن لیا تھا۔ تین سال تک اُنہیں اپنے ساتھ رکھا۔ ان کے دل میں ایک بڑی بھاری سلطنت کی امنگ پیدا ہوگئی تھی جس کا بادشاہ خود مسیح ہوگا اور یہ لوگ اس میں ارکان سلطنت ہونگے۔ مگر اب اس عرصہ کے آخر میں جبکہ اسرائیل کو سلطنت پھر عطا ہونی چاہئے تھی۔ خداوند انہیں خبر دیتا ہے کہ وہ خود سرداروں کاہنوں اور فقیہوں کے حوالہ کیا جائیگا۔ صلیب کا دُکھ اُٹھائیگا۔ بلکہ وہ یہاں تک اُنہیں بتاتا ہے کہ دیکھو وہ گھڑی آتی ہے بلکہ آپہنچی ہے کہ تم سب پراگندہ ہوکر اپنے اپنے گھر کی راہ لوگے۔ اور مجھے اکیلا چھوڑ دوگے۔" کیونکہ لکھا ہے کہ میں چرواہے کو مارونگا اور بھیڑیں تتر بتر ہو جائینگی۔" یعنی جبکہ اُن کی ساری امیدیں خاک میں مل ہوئی معلوم ہوتی تھیں اور جلیل کے نبی کی ساری تحریک محض ایک خواب جیسی نظر آتی تھی۔ جبکہ اُن کا مستقبل بالکل اندھیرا سا معلوم ہوتا تھا۔ خداوند یسوع نے اپنی زندگی ایک ایسی حقیقت کو پیش کیا ہے جو انسانی جذبات کی مرکزی جگہ رکھتی ہے۔ خاطر جمع رکھو میں دنیا پر غالب آیا ہوں۔ غلبہ اور فتح کی خواہش انسان میں قدرتی طور سے ہے کون انسان ایسا ہے جو غالب زندگی بسر کرنے کی دل سے خواہش نہیں رکھتا اور خداوند چاہتا تھا کہ اُن کی پست ہمتی اور مایوسی کے عالم میں اُن کے سامنے غالب آنے اور فتح کرنے والی ایک زندگی کو پیش کرے اور کچھ تعجب نہیں کہ یہ لفظ اُن کے لئے جادو کا اثر رکھتے تھے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ جسمانی اور دنیوی طور سے ہمیں کسی تسلی دینے والے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ مگر روحانی عالم میں آجکل کے مسیحی لوگوں کی حالت نہایت خطرہ کی حالت ہے جبکہ دنیا میں اس قدر دنیاداری اور مادیت نظر آتی ہے۔ لوگ گناہ کی ہلکی آزمایش کے سامنے گرجاتے ہیں۔ نہایت ہی چھوٹی چھوٹی باتیں بر انگیختہ کر دیتی ہیں۔ دنیا اور دولت انہیں ایسے ہی اپنے جال میں پھنسا لیتی ہے۔ اسی صورت میں یہ پیغام آجکل کے مسیحیوں کے لئے ویسا ہی ضروری ہے جیسا اس وقت اس کے شاگردوں کی چھوٹی سی جماعت کے لئے تھا۔

اس میں تین باتیں قابل غور ہیں :-

اول۔ مسیح کس طرح غالب آیا ہے۔

دوئم۔ اس غلبہ کا ہم سے کیا تعلق۔

سوئم۔ یہ فتح ہماری کس طرح ہے۔

اول مسیح دنیا پر کس طرح غالب آیا ہے۔ اصل میں انسانی زندگی میں گناہ ایک جزو ہے جو اُسکو نیچے گرا دیتا ہے۔ اسکو کمزور کر دیتا ہے۔ اسے غلام بنا لیتا ہے۔ بلکہ اُسکو موت کی حالت تک پہنچا دیتا ہے۔ گناہ ہی ہے جو انسان کی روح جیسی مضبوط زندگی میں مٹی کا کام کرتا ہے۔ اور اُسے کھا جاتا ہے مگر خداوند یسوع کی نسبت لکھا ہے "چنانچہ ہمارا ایسا سردار کاہن نہیں جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد نہ ہو سکے۔ بلکہ ساری باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا۔ تاہم بے گناہ رہا" مسیح کا اس طرح بے گناہ رہنا آزمایش کے سامنے نہ گر جانا اُسکو غالب بناتا ہے شاید کوئی کہیگا کہ خداوند یسوع ایک الٰہی انسان تھا وہ تھا ہی بے گناہ۔ ہاں بے شک نہ اسکا آئینہ خیال کبھی کسی فاسد ہوا سے دھندلا نہیں ہوا تھا۔ نہ ہی اُس کے دل میں بُرے خیال پیدا ہوئے۔ تاہم یاد رکھیں کہ وہ پورا انسان تھا۔ ہماری آزمائشیں اُسکی آزمائشیں تھیں۔ ہماری کمزوریاں اس کی کمزوریاں تھیں۔ وہ آیت جو اوپر پیش کی گئی ہے اُسکی روشنی میں صاف پتہ لگتا ہے کہ مسیح کو اپنی پاکیزگی قائم رکھنے کے لئے اس دنیا میں ضرور جدوجہد کرنی پڑتی تھی۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ تم نے گناہ سے لڑنے میں اب تک ایسا مقابلہ نہیں کیا جس میں خون بہا ہو عبرانیوں ۱۲:۴۔

نہ صرف آزمایش کے سامنے مضبوط رہنے سے غلبہ حاصل کیا بلکہ مسیح کی زندگی میں فتح کی راہ صلیب تھی۔ صلیب کے سبب سے اُس نے فتح کیا۔ ظاہراً اس وقت دنیا کو اور بچارے مایوس

شاگردوں کو بھی یہی نظر آتا تھا کہ مسیح ہار گیا۔ اس کے سارے دعووں کا خون ہو گیا۔ اور صلیب اُس کا اور اُسکی مسیحیت کا خاتمہ کر دیگی۔ مگر کلام یہ کہتا ہے کہ جب مسیح صلیب پہ غلام اور ذلت اور سخت اذیت کی موت مر رہا تھا اصل میں حکموں کی وہ دستاویز جو ہمارے نام پر اور ہمارے خلاف تھی۔ اسکو صلیب پر کیلوں سے جڑکر ہمارے سامنے سے ہٹا رہا تھا۔ اور حکومتوں اور اختیار والوں کو اپنے اوپر سے ہٹا کر انکا برملا تماشہ بنا رہا تھا اور صلیب کے سبب سے اُن پر فتحیابی کا شادیانہ بجا رہا تھا۔ کلسیوں ۲: ۱۴ و ۱۵ اور وہ فتح کا گیت جو اب لا آباد اس کے تخت کے آگے گایا جا رہا ہے گایا جا رہا تھا اس کا مرکزی خیال یہی ہوگا کہ ذبح شدہ برہ ہی اس لائق ہوا کہ غالب آئے تب سے فتح کی راہ صلیب کی راہ ہے۔ آج ہندوستان میں ایک گروہ ہے جو گنگا چھری اور بندوق تلوار سے اپنی بزدلی دور کرنا چاہتا ہے وہ جا بجا مہابیر دل قائم کرنے میں سرگرمی دکھا رہا ہے جسکی قوت کی آزمایش کلکتہ اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں بخوبی کھلم کھلا ہو گیا۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ ان چھوٹے ہتھیاروں کی کل اندرونی انسان کو نہایت ہی بزدل بناتی ہے ناظرین فتح کی راہ خود انکاری اور جان نثاری کی راہ ہے۔ قوت روحی ہے جو فقط جسمانیت اور ساوت کو مارنے سے آتی ہے۔

پھر مسیح نے مردوں میں سے جی اُٹھ کر فتح پائی زندہ مسیح فاتح مسیح ہے۔ کھلی اور خالی قبر فتح کی نشانی ہے۔ اس دن کھلی قبر کے کنارے پر کھڑے ہوئے مسیح کے پاؤں کے نیچے گناہ دنیا اور شیطان مغلوب تھے۔

دوئم۔ اگر مسیح دنیا پر غالب آیا تو اس کے شاگردوں اور ایماندار دلوں کو اس سے کیا حوصلہ ہوتا ہے۔ بیشک بہت ہے۔ وہ ہمارا پیشوا ہے۔ اگر وہ غالب آتا ہے تو ہم غالب آتے ہیں۔ پیشوا اور ہادی کی فتح اس کی ساری فوج کی فتح ہے۔ بشرطیکہ اُس کے قدم بقدم رکھکر چلیں۔ اس کے پیچھے پیچھے چلیں نہ صرف یہ بلکہ اس سے بعض گہرا تعلق ہم ہیں اور اس فتحیاب مسیح میں ہے۔ وہ ہماری زندگی ہے ہماری زندگی اس میں چھپی ہے۔ پولس کہتا ہے کہ اب میں نہیں یہ مسیح مجھ میں زندہ ہے۔ جب وہی ہماری زندگی ہے تو اُسکی زندگی کی ساری خوبیاں ہماری ہیں اُسکی غالب آنے والی زندگی ہماری ہے۔ اُسکی فتحیاب زندگی ہماری ہے۔ بلکہ یہاں تک ہے کہ ہم اس کے اعضا ہیں۔ غور کیجئے مسیح کی فاتح زندگی کس قدر ہم سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ ہم مسیح کو جھٹلاتے ہیں۔ جب ہم اپنی کمزور اور مغلوب ہونے والی زندگی سے اپنے آس پڑوس کے لوگوں پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا مسیح اور نجات دہندہ کمزور ہے ہم مسیح کی زندگی کو بہت کمزور ثابت کرتے ہیں جب ہماری زندگی میں کوئی غلبہ اور فتح نہیں ہے

سوئم۔ یہ غلبہ ہمارا کس طرح ہو سکتا ہے۔ ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو پورے طور سے اس کے ہاتھ میں دے دیں۔ جب تک میرا دل خدا سے غیریت اور بغاوت کے جذبات سے متحرک ہے اور میرے سینے میں اس کے لئے صرف ادھوری جیسی محبت ہے۔ یہ فتح میری ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جب تک ہم نے پورے طور سے ہتھیار ڈال نہیں دئیے مسیح جرنیل ہمیں اپنی فتح میں ہرگز شامل نہیں کریگا۔

پھر یہ غلبہ ہمارا ایمان کے باعث ہو سکتا ہے۔ "وہ غلبہ جس سے دنیا مغلوب ہوتی ہے ہمارا **ایمان** ہے"۔ ایمان ہی جس کے بہادروں نے بڑی فتحیں حاصل کی۔ اسی ایمان سے دنیا ہمارے قدموں پر پڑی رہیگی

کاشکہ ناظرین میں سے بہت سے میرے اس پیغام سے متاثر ہو کر آئندہ کو غالبانہ زندگی بسر کریں کیونکہ ہمارے منجی نے دنیا پر فتح کو حاصل کیا ہے کیونکہ اس کے وسیلے سے جس نے ہم سے محبت کی ہے ہم کو فتح سے بڑھ کر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ رومیوں ۸: ۳۷

وزیر چند

زمین گوالیار

گوالیار کی زمین کی بابت ذیل میں بالکل نیا پروگرام نذر ناظرین کیا جاتا ہے اسکی بابت ناظرین پڑھنے سے غور فرمائیں۔ ایڈیٹر

میرے پاس بہت سے خطوط بابت زمین گوالیار آئے ہیں۔ چونکہ الگ الگ جواب دینا مشکل ہے۔ اس واسطے بذریعہ نور افشاں جواب دیا جاتا ہے۔ یکم مئی کو کانفرنس کی طرف سے پادری جیون مل صاحب و پادری نواب دین صاحب ... بطور نمایندگان کانفرنس گوالیار میں جاکر میری دیکھی ہوئی زمین کے دوبارہ دیکھنے کا فیصلہ ہوا تھا مگر معلوم نہیں وہ گئے کہ نہیں گئے۔ اگر گئے تو کیا جواب لائے۔ اس کے بعد پریذیڈنٹ صاحب کانفرنس نے مجھے یہ جواب دیدیا ہے کہ چونکہ گوالیار بہت دور ہے۔ اس لئے کانفرنس کے پیچھے والے لوگ اس سکیم میں ملنے سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ اگر آپ اپنے طور پر اس کام کو چلالیں تو اچھا ہوگا۔ چونکہ گوالیار سے سستی اور اچھی زمین کہیں ملتی نہیں اور ہماری پنجاب گورنمنٹ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ زمین کے لئے وہ کسی کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کریگی۔ جو پیسے دیگا سو لیگا۔ اس طور پر عیسائی شاید ہی کوئی لے سکے۔ اس واسطے میں نے اپنے طور پر ایک کمپنی بنانے کی تجویز کی ہے۔ جس کے ذریعہ غریب عیسائی سیپ کے ظلم سے بچ کر

زمین کے مالک بن سکتے ہیں۔ وہ کمپنی میری اور میرے ایک دو دوستوں کی ہوگی۔ اس میں کمپنی کے ذمے تمام روپیہ بابت قیمت زمین دینا اور دیگر خرچ سرکاری کرنا اور امانت کا روپیہ دینا ہوگا جو وہ کمپنی ہی ہو اور مزارعان کے ذمے سرمایہ تخم۔ بیل ہل خوراک خود ہوگا جو کہ کل خرچ تین صد اور چار صد کے درمیان ہوگا مگر اس میں سے خوراک کے لئے یکصد روپیہ پیشگی کمپنی کے پاس فی ہل جمع کرانا ہوگا۔ جس میں سے دس پندرہ روپیہ ماہوار بابت خوراک کمپنی مزارعہ کو دیتی رہیگی۔ تاکہ مزارعہ کو وہاں پر پہنچکر خوراک کی طرف سے تکلیف نہ ہو اور جب اپنی اجناس گھر آگئیں تو جو کچھ مزارعہ کا بچیگا اسکو واپس دیا جائیگا حصہ مالک کا پیداوار میں سے ½ ہوگا اور مزارعہ کا ½ اس طرح پر نہ کمپنی مزارعہ سے کچھ لیگی نہ دیگی سوائے حصے کے۔ اور چھ برس بعد آٹھ آنہ بیگہ سالانہ معاملہ کے۔ جو جو مزارعان جانا چاہتے ہیں وہ فوراً درخواست بمعہ پانچروپیہ فی ہل بطور داخلہ فیس کے جو کہ واپس نہ ہوگی میرے پاس روانہ کریں۔ جن جن کی درخواستیں آئینگی انکو بذریعہ خط اطلاع دیجائیگی کہ اگر زمین دیکھ کر باقی کا بچانوے روپیہ دینا چاہتے ہیں تو فلاں تاریخ گجرات آجاویں تاکہ اُن کے ہمراہ آدمی روانہ کر دیا جاوے جو اُنکو موقع زمین کا دکھا دیوے۔ کرایہ آمد و رفت فی آدمی تیس پینتیس روپیہ لگیگا۔ جو بغیر موقعہ دیکھے جانا چاہتے ہیں وہ یکصد روپیہ پیشگی روانہ کر دیں اگر وہاں پر پہنچکر انہیں رہنا منظور نہ ہوا تو یکصد میں سے پانچ روپے کاٹ کر باقی پچانوے روپے واپس دیئے جاوینگے۔ زمین عمدہ کالے رنگ کی بڑی لمبی گھاس والی اور نمی رکھنے والی ہے۔ جس دس ہزار بیگہ میں سے اڑہائی ہزار بیگہ کو پانی بڑے تالاب سے جو ایک میل مربع ہے لگتا ہے۔ باقی میں تری فصل گندم کے لئے بعد ساون کے فصلیں کچھلے کافی رہتی ہے۔ وہاں کے لوگوں کا قول ہے کہ زیادتی بارش سے تو کبھی کبھی یہاں پر نقصان ہوتا ہے مگر کمی بارش سے نقصان نہیں ہوتا۔ آب و ہوا بہت اچھی ہے۔ باقی حالات خود جا کر دیکھ لیں۔

اکیلے دوکیلے آدمی کو ممکن ہے قدرتے تکلیف ہو کیونکہ اس کو تمام خاندان کے لے جانے کا کرایہ و خرچ اٹھانا پڑیگا۔ مگر اس خاندان کے لئے جس میں چار پانچ آدمی ہیں۔ اور تمام وہاں کا کام کرتے ہیں تکلیف کا اندیشہ نہیں۔ اگر چار میں سے دو تین چلے گئے اور دو تین پیچھے ہے تو انہیں پیچھے گوالیار جانے والوں کے بال بچوں کو تو اس وقت تک سنبھال سکینگے۔ جب تک گذارہ پیداوار سے نہیں ہو سکتا اُن کا پچھلا کام بدستور جاری رہیگا اور نیا کام بھی چل نکلیگا۔ بیل ایسے سستے ملتے ہیں کہ سو ڈیڑھ سو میں اچھی جوڑی مل جاتی ہے۔ چارہ کا تو کوئی وہاں پر دام ہی نہیں۔ اسی واسطے جانور سستے ہیں دودھ گھی خوب سستا ہے۔ ملازم اچھا آٹھ نو روپیہ میں مل جاتا ہے۔ مزدور دو ہیں۔ اگر کافی عیسائی نہ ملے تو مسلمان ہندو بھی جا سکینگے۔ مگر گاؤں ہر ایک قوم کے الگ الگ ہونگے۔ بارہ برس کے بعد جب ریاست کمپنی ملکیت لیگی تو نصف زمین کی ملکیت مزارعان کے نام لگوا دیگی اور نصف اپنے نام تب مزارعان مالک ہو کر تمام پیداوار خود لینگے۔

راقم جے۔ ڈونیل

باریسال میں ایک ہندو لڑکی سورنا شادی سے غیر رضامند ہونے اور شادی کیلئے مجبور کئے جانے پر زہر کھاکر مرگئی

پنجاب انڈین کرسچن کانفرنس کالونی گوالیار

پنجاب کرسچن کانفرنس نے گوالیار کی زمین کی بابت جو تجویز کی تھی وہ نور افشاں میں ہمارے بزرگ مسٹر ڈانیل صاحب کی تحریر میں شائع ہو چکی اور اس تحریر پر جو استفسار شائع ہوا تھا اس کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا جس سے پہلی تجویز کی قدر و منزلت خود گھٹے میں پڑ گئی ہے۔ اس تجویز کا خاتمہ سمجھ لینا چاہیے۔

پر اب مسٹر ڈانیل صاحب کی دوسری تجویز نور افشاں کے اسی نمبر میں کسی دوسری جگہ درج ہو چکی ہے۔ جناب پادری صاحب کو اور دیگر ناظرین کرام کو اب اس پر غور فرمانا چاہیے۔ ایڈیٹر۔

جناب ایڈیٹر تسلیم! آپ نے اس کالونی کے قوانین و تجویز لکھ کر ہم سبھوں پر بہت احسان کیا جس علاقے میں میں کام کر رہا ہوں وہاں کے مسیحی بھی اس میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ مسٹر جے۔ آر۔ ڈانیل صاحب سے خط و کتابت بھی ہوئی اور زبانی بات چیت بھی کیونکہ اس تجویز کے محرک در اصل وہی ہیں جو زمین کو دیکھ آئے ہیں اور بعض دوستوں کو دکھلا لائے ہیں۔ اُنہیں کی تحریک پر انڈین کرسچن کانفرنس نے پنجاب کے دیہاتی مسیحیوں کی خاطر یہ تکلیف گوارا کی۔ مسٹر ڈانیل کو روانہ کیا اور اُن کی مدد کے لئے دو اور معزز تجربہ کار صاحب بھی مقرر کئے۔ تاکہ زمین کی دیکھ بھال اچھی طرح سے کر لیں۔ جب میں نے مسٹر ڈانیل کی تجویز پر چند مسیحیوں کو وہاں جانے اور زمین دیکھنے پر آمادہ کیا تو وہ تیار ہو گئے۔ لیکن دل ہی دل میں سوچ کر جب جانے کا وقت آیا تو جھل بیٹھے۔ اب



نور افشاں مورخہ ۱۴ مئی سے ظاہر ہوا کہ ان کے دل میں کچھ شکوک ہیں اور جب تک وہ رفع نہ ہوں آپ دور دراز سفر پہ جانا گوارا نہ کرینگے جو سوالات اُنہوں نے دریافت کئے وہ وزن رکھتے ہیں۔ اور میں نے ۲۱ مئی کے پرچے کو شوق سے کھولا تاکہ ان سوالات کے جوابات سے مستفیض ہو کر اپنے علاقہ کے مسیحیوں کو اطلاع دے سکوں۔ لیکن مجھے سخت مایوسی ہوئی کہ نہ تو آپ کی طرف سے نہ انڈین کرسچن کانفرنس کی طرف سے اور نہ بزرگوار مسٹر ڈانیال صاحب کی طرف کوئی تسلی بخش جواب تھا۔ کف افسوس ملنا رہ گیا۔ اس عدم جوابی کا اثر عموماً یہ ہوگا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ اگر انڈین کرسچن کانفرنس سچ مچ دیہاتی مسیحیوں کی بہی خواہ ہے۔ اور وہ ہے تو بھی تو حقیقت حال سے آگاہ کر دے تاکہ غریب مسیحی در بدر اور خانہ خراب نہ ہونے پائیں۔ اُن سوالات کے جواب کے لئے ہماری آنکھیں آپ کے اخبار کی طرف لگی رہینگی۔

نیاز مند ۔ علی بخش۔

کلکتہ ۲۵ مئی کل کلکتہ میں ایک نہایت سخت طوفان آیا جس کی مثال گذشتہ چند سال سے دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس طوفان سے بہت نقصان ہوا۔ کدرپور ڈاک میں آٹھ جہازوں کے لنگر ٹوٹ گئے اور اُن کے قابو میں آنے سے پہلے پہلے دیسی کشتیاں جو مال سے لدی ہوئی تھیں ڈوب گئیں۔ اندیشہ ہے کہ دریائے ہُگلی پہ سفر کرنے والے جہازوں کو سخت نقصان پہنچا ہوگا۔ تختہ گھاٹ پہ دو کشتیاں ٹوٹ گئیں جنہیں چار آدمی غرق ہوئے ٹریوے۔ برقی روشنی ٹیلیفون وغیرہ بگڑ گئے۔ یہ طوفان ۲ بجے شام سے شروع ہوا اور ۱۵ منٹ تک رہا۔

(رینڈے ماترم)

خبریں

کلکتہ ۲۵ مئی ۔ کلکتہ میں جس سخت طوفان کے آنے کی خبر پہلے دی گئی ہے اس کے متعلق فری پریس مظہر ہے کہ کدرپور میں "ڈوکرین" (بوجھ اُٹھانے کی مشینیں) اُڑ گئیں۔ جن سے آٹھ قلیوں کے چوٹیں آئیں۔

(رینڈے ماترم)

کلکتہ ۲۵ مئی ۔ طوفان کے باعث جہاز سیتلا ساحل کے نزدیک روپنارائن میں ڈوب گیا۔ نقصان جان کوئی نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ ایولن۔ کیرنس اور شال مار نامی ۳ جہاز ڈوب جانے کی خبر آئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایولن کو بچا لیا گیا ہے صرف اس کے ملازموں میں سے ایک لاپتہ ہے۔

(ر۔م)

یکم مئی سے ہوشیار پور۔ بنگری۔ ادکاڑہ اور سیالکوٹ میں بھی ٹیلیفون ایکسچینج کی توسیع کر دی گئی ہے اور آئندہ ہر جگہ سے جہاں ٹیلیفون ہے ان مقامات کے ساتھ بات چیت کی جا سکیگی

(ر۔ا)

لاہور ۲۵ مئی۔ آج ۱۱ بجے ایک آدمی مسمی رحمت اللہ جب سائکل پہ لارنس سکوئر متصل ہائی کورٹ کے پاس سڑک پہ سے گھومنے لگا تو ایک موٹر سے اسکی ٹکر لگی۔ سائکل تو بہت سا خراب ہوگیا۔ مگر خوش قسمتی سے آدمی کی جان بچ گئی۔ اگرچہ ٹانگوں پہ شدید ضربات آئیں۔

(ر۔ا)

امرتسر ۔ ۲۵ مئی۔ کٹڑہ دولو میں اچانک آگ لگ گئی۔ جس سے ایک گھر بالکل تباہ ہوگیا اور کئی ساتھ کے مکانوں کو بھی نقصان پہنچا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فائر بریگیڈ بھی دیر سے پہنچا۔

(ر۔ا)

لندن ۲۱ مئی ۔ ڈیلی نیوز کا ایک نامہ نگار ٹرکی سے لکھتا ہے کہ تمام ملک میں ٹرکی زنوں کے لئے کی پالیسی پہ عام طور سے عمل ہو رہا ہے۔ مصطفٰے کمال پاشا کو رنگ بیرونی دستبرد کے مقابلہ میں ٹرکی محافظ خیال کرتے ہیں۔ اور عملی طور پہ اس کی پوجا کرنے میں سینکڑوں آدمی دور دراز کا سفر طے کر کے ان کے درشنوں کو آتے اور اپنے حسب توفیق تحفہ جات پیش کر کے دعائے خیر۔ ۔ بکرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ کمال پاشا ایک زبردست شخص ہے۔ مگر پھر بھی وہ قسطنطنیہ جاتا ہوا خوف کھاتا ہے۔ کیونکہ اسے وہاں قتل ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

(ر۔ا)

تنصل
لندن ۲۳ مئی ۔ سورتا کے پاس برطانوی پرگولیاں چلائی گئیں۔۔ تنصل اپنے احاطہ میں چلا گیا۔ اور انگریزی فوج امداد کے لئے بلائی اور چین کے خارجہ کمشنر کو مطلع کیا کہ جب تک سرکاری طور پہ معافی نہیں مانگی جائیگی اور اس سے متعلق پورے طور پہ یقین نہیں دلایا جائیگا تب تک فوج نہیں ہٹائی جائیگی۔ تنصل سخت زخمی ہوا +

(ر۔ا)

لندن ۲۳ مئی ۔ اگرچہ ابھی تک عبد الکریم کی گرفتاری کی کوئی خبر نہیں آئی۔ مگر تنجر سے خبر آئی ہے کہ اس نے ان تمام سرداروں کو جو اب تک

اس کے وفاداروں کو مخاطب کر کے اعلان کیا ہے کہ اب ہمارے ذرائع تقریباً ختم ہو چکے ہیں تم آزاد ہو۔ خواہ فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کی متابعت منظور کر لو۔ اپنے رہنما کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر آخری دم تک جب تک کہ ایک آدمی بھی زندہ ہے جنگ جاری رکھو۔

(ر)

امرتسر ۲۵ مئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اکالیوں کی دونوں پارٹیوں میں سمجھوتہ نہیں ہو سکا اور عارضی معاہدہ ٹوٹ گیا ہے۔ شرومنی اکالی دل کا اجلاس ۹ جون کو سروت خالصہ کانفرنس کا صدر منتخب کرنے کے لئے منعقد ہوگا۔ سروت خالصہ کانفرنس ۱۰-۱۱ جون کو منعقد ہوگی۔

(ر)

لندن ۲۰ مئی۔ ٹائمز کا نامہ نگار قاہرہ سے اطلاع دیتا ہے کہ کل کا دن مصر کی تاریخ میں ایک خاص دن تھا۔ جبکہ عوام نے عام اور عالمگیر حق رائے دہی سے مستفید ہو کر انتخابات میں حصہ لیا۔ زاغلول پاشا کی وفد پارٹی کا کثرت رائے حاصل کرنا ایک یقینی بات ہے۔

(ر)

پیرس ۲۳ مئی۔ بیروٹ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ڈی جوول نے لبنان میں نئی جمہوریت کا اعلان کر دیا ہے۔

(ر)

لندن ۲۴ مئی۔ پروفیسر ڈریگ سدرلینڈ رابرٹسن سابق چانسلر پنجاب یونیورسٹی رحلت کر گئے ہیں۔

(ر)

لندن ۲۲ مئی۔ ٹریڈ یونین کونسل نے سر ہربرٹ سیموئیل کو اس امر سے انکار کرنے کے لئے چیلنج دیا ہے کہ اُنہوں نے اپنے میمورنڈم میں جو شرائط درج کی تھیں اور جن کی بنا پر عام ہڑتال ہٹائی گئی ہے۔ اُن کے متعلق ان کے اور مسٹر بالڈون کے درمیان کوئی مشورہ نہیں .... ہوا۔ اُنہوں نے لکھا ہے کہ ہم نے یہ یقین دلائے جانے پر ہی ان تجاویز کو منظور کیا تھا کہ گورنمنٹ ان تجاویز کی بنا پر گفت و شنید کرے گی اور عام ہڑتال ہٹا لینے کا فیصلہ ہو جانے پر لاک آوٹ (مزدوروں کے کانوں سے باہر نکال دیئے جانے) کے نوٹس واپس لے جائیں گے۔

(ر)

کلکتہ ۲۴ مئی۔ بنگال چیمبر نے گورنمنٹ بنگال کی ایک چٹھی پر غور کیا جو فسادات کے دوران میں دفاتر کے دربانوں کے رویہ کے متعلق تھی۔ اور اس میں بیان کیا گیا تھا کہ ان دربانوں نے فسادات میں سرگرمانہ حصہ لیا تھا۔ اور ممبران چیمبر سے زبردست سفارش کی گئی کہ انہیں دفاتر کے دربانوں پر سخت کنٹرول رکھ کر گورنمنٹ اور حکام پولیس کی مدد کرنے کے لئے تمام ممکن تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔ (ر)

مطلق علم کے لئے اصطلاحی لفظ سائنس ہے۔

اور سائنس کی مختلف شاخیں ہیں جو ہماری دنیا کی نہ صرف ہر جنس کو محیط ہیں بلکہ افراد تک اس احاطہ سے باہر نہیں۔ اور آج ان شاخوں کا جن میں سے ہر ایک بجائے خود ایک اصل ہے یہ حال ہے کہ ہماری تقابلانہ ترقیوں کو بخوبی ظاہر کر سکتی ہے۔ خواہ وہ ترقی حقیقتاً بہتری میں یا بدتری میں ہو۔ باوجود اس کمال کے دور حاضرہ کی سائنس کی کسی شاخ سے صحیح طور پر کوئی خاص نتیجہ یا فیصلہ مترتب کرنا نہایت مشکل ہے کیونکہ سائنس کی روز افزوں ترقی پچھلی تحقیقی معلومات کو یا تو منسوخ کر دیتی ہے یا ناکافی ہونے کی وجہ سے ناقابل تسلیم بنا دیتی ہے۔ بحال التحقیق علی ارباب المعانی۔ ان مشکلات اور دور اندیشیوں سے بچنے کے لئے یہ زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہم صرف ایک ہی کتاب کو اپنا نصب العین بنا لیں اور اسی پر اکتفا کریں جو قریب قریب دو ہزار سال سے محققوں کی نکتہ چینیوں کی تختۂ مشق بنی ہوئی ہے اور ان کی ہر قسم کی زیادتیوں کو برداشت کر رہی ہے اور اپنی جانب سے نہایت خاموشی اور تحمل کے ساتھ دور حاضرہ کے مستند علوم آثار قدیمہ و علم حیوانات سے نظری نہیں بلکہ عمل تحقیقی شہادتیں اپنے اثبات و تائید میں پیش کر کے دنیا کی توجہ کو اپنی طرف جذب کئے لے رہی ہے۔ اور چونکہ دنیا کی ترقی سے مراد ہمیشہ انسان کی ہی ترقی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ اشرف المخلوقات ہے اور از روئے مراتب مخلوقات میں افضل و اول ہے اور غلبہ و حکومت کے اعتبار سے مخلوقات میں مطاع ہے۔ اس لئے ہم انسان کی خلقت کی ابتدائی تاریخ اور بعد کی ترقیوں سے جو بائبل کے تواریخی حصہ سے ملتی ہیں اپنا بیان شروع کرتے ہیں۔

ہمارے بزرگ یعنے نسل انسانی کے ماں اور باپ آدم و حوا علیہما السلام معصوم پیدا کئے گئے۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں وہ اس اعلےٰ مرتبہ سے جو بوجہ معصومیت ان کو نصیب تھا ایک اور صرف ایک ہی وجہ سے گر گئے کیا یہ ممکن تھا کہ ہمارے باپ جناب آدم علیہ السلام اور ہماری ماں حضرت حوا علیہا السلام شکل الوہیت پر متشکل ہونے کے باوجود جو عبارت ہے معصومیت مطلق سے ایک ایسے گناہ کے اثر کو جو محض بہ نیت حصول علم سرزد ہوا اپنی اول ترین اولاد کے خون کا سبب ہو گئے۔ نہیں!! بلکہ اس کے برخلاف ہم یہ جانتے ہیں کہ باپ کی لغزش نے بیٹے میں حسد پیدا کیا جس کا نتیجہ وہ جرم اور گناہ ہوا جو اب تک صفحہ ہستی پر نہ تھا۔ وہ کیا ہے؟ خون!!! کیا نافرمانی اور خون باعتبار اپنی حقیقت کے باہم تمیز نہیں؟ بے شک ان میں سے ہر ایک ایک جداگانہ مستقل ہستی رکھتا ہے۔ اور یہ معلوم کرنے کے بعد ہماری حیرت کا کچھ ٹھکانا نہیں رہتا کہ نافرمانی کا پہلا گناہ صرف اپنی صورت ہی میں نہیں بڑھا۔ بلکہ اس نے اور بہت سی صورتیں خود پیدا کر لیں اور یہی ایک نافرمانی آئندہ نسلوں میں انواع و اقسام کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں کی بنیاد ثابت ہوئی۔ اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں اور برابر دیکھتے ہیں کہ گناہ تیزی سے کوندنے والی بجلی سے زیادہ سرعت کے ساتھ مختلف صورت و اقسام میں بڑھتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ مشیت الٰہی اس کو نہ صرف انسانوں میں نہ دیکھ سکی بلکہ حیوانات میں سے بھی اس کا استیصال منظور ہوا جس کا عمل ظہور جناب نوح علیہ السلام کے زمانے کے طوفان کی صورت میں ہوا۔ مگر ارادت قہری کے اسی استیصال کامل کے بعد بھی بہت جلد اس طبعی خاصہ نے جو جناب آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا اور پھر حضرت نوح کے خاندان میں جڑ پکڑ لی جس کی وجہ سے اس زمانہ کی چھوٹی سی دنیا میں بنی نوع انسان کی اصلاح و ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً انبیا کی رسالت کی ضرورت پڑی اور عہدنامہ عتیق سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ یہ خاصیت گناہ نہ صرف بہ حیثیت قضائی روز افزوں رہی بلکہ اس میں انواع و اقسام بھی پیدا ہونے لگے۔ جس کی وجہ سے جناب موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی ضرورت پڑی جو دس حکموں سے مرتب ہے۔ اور ان میں ہر ایک حکم بہت سے صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے مثلاً پہلا حکم کہ ہر قسم کی پالی تھیزم سے اعراض کی تنبیہ کرتا ہے اور ہر قسم کے شرک کی ممانعت اور دوسرا حکم کہ ہر قسم کی انسانی ساخت اور گھڑت کی اشکال و اوثان کی پرستش سے مانع ہے خواہ وہ روحانی ہوں یا مادی اور ارضی ہوں یا سماوی اسی طرح اور بقیہ احکام کو بھی قیاس کرنا چاہئے۔

گناہ اتنا بڑھتا گیا اور نوع انسانی میں اس کی جڑ اتنی گہری ہو گئی کہ انسان اپنی حقیقی اقدس حالت سے بالکل بے خبر ہو گیا حتیٰ کہ اسے اپنی ذاتی تقدس سے بہت ہی معمولی واقفیت رہ گئی اگرچہ اب وہ فلسفہ و سائنس کے علوم اصول و فروع میں اتنی ترقی کر چکا تھا کہ دور حاضرہ میں سقراط اور افلاطون قیصر و سکندر اعظم وغیرہ جیسی ہستیوں کو اگر عزت کی نظر سے دیکھا جائے تو واجب و شایاں ہے۔ انجیل کے تاریخی حصہ کا ایک سرسری مطالعہ ہم آگے یہ ثابت کرتا ہے کہ دنیا مادیت کی طرف ترقی کے قدم نہایت تیزی سے اٹھا رہی تھی درانحالیکہ روحانیت کی طرف اس میں تنزل کا گھن لگ کر اسے تمام کر چکنے کو تھا یعنی وہ قربت الٰہی سے نہ صرف روز بروز بلکہ لمحہ بہ لمحہ دور ہوتی چلی گئی اور یہ اس طرح واقع ہوا کہ اس نے اپنی اصلی شکل و صورت بالکل کھو دی۔ کیونکہ لکھا ہے "خدا نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا کیا گناہ سے

سبھی۔ انبیا اس تنزل کو روکنے میں زیادہ کامیاب نہو سکے۔ کیا اس زمانہ میں صنعت و حکمت کی کمی تھی؟ کہ ہم اپنی موجودہ معلومات ایجاد اور تحصیل پر نازاں ہوں۔ کیا کل ہی کی وہ معلومات جو آثار قدیمہ سے مصر و سندھ میں ہم تک پہنچی ہیں۔ اس بے جا فخر و ناز کی اجازت دیتی ہیں؟ اگر ہم اپنی نظر کو دورِ حاضرہ سے ہٹا کر تھوڑی دیر کے لئے زمانہ گذشتہ پر ڈالیں تو ہم کو سلیمان کا جلال اور دانائی فراعنہ کی دولت و شوکت فارسیوں کا اقبال یونانیوں کی صنعت و حکمت رومیوں کا نظم و نسق صولت و عظمت بخوبی نظر آئیگا۔ لیکن ان ترقیوں کے ساتھ ساتھ ہی انسانیت نیکی کے بعد (خدا ئے قدوس) سے برابر دور ہوتی نظر آتی ہے حتی کہ حُب مطلق مجسم ہوئی اور نیکی نے خود متشکل ہو کر اپنے ظہور کا اعلان کیا۔ تاکہ ہم اپنے دنیاوی علم اور مادی آنکھوں سے اُسکی ہستی کو دیکھ سکیں۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام کے وقت سے ہمارے منجی کی آمد تک نیکی کی ترقی کی جانچ الواح احکام تھیں اور ان کی پرکھ ایسی صحیح تھی کہ خود جناب مسیح علیہ السلام نے اُنکو استعمال کیا جبکہ ایک شخص یہ دریافت کرتا ہوا آیا کہ "اے خداوند میں کیا کروں کہ نیک بنوں۔ اور ہمیشہ کی زندگی حاصل کروں"؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ کیا تو حکموں پر عمل کرتا ہے۔ لیکن زمانہ حاضرہ کے لئے اس سے بھی زیادہ صاف اور سچی کسوٹی ہمارے مسیح مصلوب کی زندگی ہے۔ اس کو ہر قوم پر انفرادی طریقہ سے لگا کر دیکھئے تو صاف اور سچا نتیجہ ظاہر ہو سکتا ہے۔ باقی باقی

ضرورت ۲/۴

سی۔ ایم۔ ایس سکندرہ آگرہ کے اینگلو ورنیکولر مڈل بورڈنگ سکول کے واسطے ایک مسیحی نائب مدرس کی ضرورت ہے ۱۲ جولائی ۱۹۲۶ء سے تنخواہ حسب لیاقت ملیگی درخواستیں مع نقول اسناد پرنسپل سکول مذکورہ کے نام ارسال کی جائیں۔

ضرورت ۳/۱

سی۔ ایم۔ ایس مشن سکندرہ (آگرہ) کے واسطے ایک مسیحی سب اسسٹنٹ سرجن کی ضرورت ہے مکان مفت۔ پچ کے معالجوں کی اجازت۔ درخواستیں اظہار تنخواہ کے ساتھ سپرانٹنڈنٹ مقام ہذا کے نام آنی چاہئیں +

ضرورت ۲/۲

مجھے ایک دیسی مسیحی کی ضرورت ہے جو کہ مالی کا کام کرسکتا ہو اور جسکی بیوی کھانے پکانے کا کام کرسکتی ہو۔ مکان مفت تنخواہ ۲۵ سے ۳۵ روپے تک۔ یہ کام پرنچھر ہے۔ نیک اور دیہاتی مسیحی کو ترجیح دیجائیگی۔ درخواست بنام کے۔ سی۔ ٹامس۔ بروس روڈ۔ کوئٹہ۔

ضرورت ۳/۴

ضرورت ہے ایک نارمل پاس اور آیک ایس وی عیسائی اُستاد برای مشن ہائی سکول وزیرآباد۔ تنخواہ حسب لیاقت اور تجربہ ملیگی۔ درخواستیں مع نقول اسناد بنام ہیڈ ماسٹر روانہ کریں۔

المشتہر

ہیڈ ماسٹر چرچ سکاٹ لینڈ مشن ہائی سکول

وزیرآباد۔ پنجاب۔

جامع مسجد شاہدرہ (دہلی) میں چوری ہوگئی۔ جس کے واقعات یوں بیان کئے جاتے ہیں کہ دو مسلمان مقطع داڑھی نماز کے اعلےٰ درجہ کے پابند مسجد میں نماز پڑھنے آئے اور موقع پاکر مسجد کی جانماز اور ایک گھنڈہ کو لیکر فرار ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہونے پر پولیس کو اطلاع دی گئی جس نے کہ جتنا پرچ کو قرق کیا اور دونوں ملزمان پل جمنا پر گرفتار کرلئے گئے۔ (عام)

اشتہار کتب

نوجوانوں کا رہنما۔ جوانوں کو مروجہ برائیوں سے بچاکر صحت جسمانی اور قوائے عقلی کے سدھارنے کی ہدایات سے پُر ہے صفحہ ۲۳۶ - ۸ مجلد ۱۰ ار

نجات دہندے کا دعوے مسیح کا سلوک لڑکوں سے اور لڑکوں کی نسبت سینکڑوں مفید باتیں صفحہ ۱۳۸ - ۲ ر

نصیحت الطفلان۔ بیری صاحب کا سوال و جواب صفحہ ۱۶۹ - ۲ پائی مجلد کپڑا ۱ - ار

نصیحت روحانی۔ خدا کی وحدت۔ اس زندگی کے بعد حالت حقیقی نجات کی۔ اور وغیرہ صفحہ ۱۶ ۹ پائی

پُرانے عہدنامہ کی کہانیاں۔ طلبا کے لئے۔ از مسز چیمبرلین صاحبہ صفحہ ۱۴۴ - ۳ ر

" " " مدرسوں کیلئے صفحہ ۱۶ - ۴ر

پالنا۔ یعنی جوان ماؤں کے لئے چند ہدایات صفحہ ۲۵ ۹ پائی

پُرانے اور نئے عہدنامہ میں انجیل۔ یہ بائبل کی موٹی موٹی باتوں کا خلاصہ ہے صفحہ ۱۲۰ اصل ۲ ر رعایتی ۱ ر

پیتل کا سانپ۔ ایک وعظ صفحہ ۲۰ - ۳ پائی۔

پاسٹر شی۔ چین کے ایک نامور مسیحی پادری کا حال صفحہ ۱۲۰ - ۲ ر

پنجابی منظوم زبور۔ صفحہ ۳۴۲ - ۲ ر

پھولوں کی کہانی۔ پھولوں کی ساخت۔ خواص غذائی پیداوار۔ درجہ بندی۔ تذکیر و تانیث وغیرہ کے دلچسپ حالات صفحہ ۴۲ - ۸ ر

پیش خبریاں مسیح کے حق میں صفحہ ۶۸ - ۳ پائی

بائبل کے مجازی الفاظ اور انکا مطلب حروف تہجی کی ترتیب سے معہ حوالوں کے بالکل نئی تصنیف ہے صفحہ ۱۱۲ - ۱۰ ر ملنے کا پتہ :-

سکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی۔ انارکلی۔ لاہور

پادری ٹی ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے۔ مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوا کشنہ صاحب پروپرائٹر چھپا +